پروفیسر افضال احمد انور۔ فیصل آباد

اقبال اور مسئلہ قادیانیت کے معاشرتی اور سیاسی عوامل

مرزائیت، قادیانیت اور احمدی کا اطلاق اصطلاحاً جھوٹے مدعیٔ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک اور تعلیمات پر ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا سلسلہ تین اعتبار سے ہدف ملامت و مخالفت ہے۔

۱۔ دینی و مذہبی پہلو

۲۔ عمرانی و معاشرتی پہلو

۳۔ سیاسی پہلو

علامہ اقبال نے اس سلسلے کی مخالفت و تردید آخری دو پہلوؤں کے لحاظ سے کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ علماء اور احرار متفقہ طور پر اس کے خلاف تھے۔ آیات و احادیث اور مناظراتی مواد سے علماء کرام ہر سطح پر مرزائیت کی مخالفت کر رہے تھے اور دینی نقطہ نظر سے انہوں نے ثابت کر دیا تھا کہ یہ سلسلہ ارتداد ہے اور اسے اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ اس سلسلے میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے عالم و خطیب اور مولانا ظفر علی خاں جیسے شعلہ نوا شاعر اور دیگر عشاقان رسول ﷺ پوری جانفشانی سے مرزائیت کا دندان شکن اور مسکت جواب دے رہے تھے۔

علامہ اقبال نے اس کی مخالفت عمرانی یا معاشرتی اور سیاسی نقطہ نظر سے کی اپنے مضمون ''قادیانی اور جمہور مسلمان'' کے آغاز میں وہ لکھتے ہیں۔

> ''میرا ارادہ تھا کہ انگریز قوم کو ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ اس مسئلہ کے معاشرتی اور سیاسی پہلوؤں سے آگاہ کروں ------ میں کسی مذہبی بحث میں الجھنا نہیں چاہتا اور نہ میں قادیانی تحریک کے بانی کا نفسیاتی تجزیہ کرنا چاہتا ہوں'' (۱)

اسی ترتیب سے دونوں پہلوؤں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

عمرانی یا معاشرتی پہلو:

علامہ اقبال کے نزدیک عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کے اتحاد کا ضامن ہے۔ نئی نبوت کے ساتھ کسی بھی قسم کی وابستگی اس اتحاد کو پارہ پارہ کردے گی۔ اقبال کے نزدیک تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وسط ایشیاء کے موبدانہ تمدن میں نبوت کے اجراء کا خیال لازم تھا۔ زرتشتی، یہودی، نصرانی اور صابی وغیرہ اسی باعث نئے قائد کے انتظار کی نفسیاتی قید میں اسیر رہتے۔ چنانچہ پرانی جماعتیں بوڑھی ہوتیں تو ''مذہبی عیار'' نئی جماعتیں سامنے لے آتے۔ اسلام نے ختم نبوت کا عقیدہ دے کر اپنے پیروکاروں کو ابد تک انتشار سے محفوظ رہنے کا جواز فراہم کردیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریک چلائی تو آغاز کار میں عامتہ المسلمین کے لئے اس میں تبلیغی (خصوصا عیسائی مشنریوں سے مقابلے کے) نقطہ نظر سے کچھ کشش تھی۔ لیکن جونہی مرزا نے اپنا خبث باطن ظاہر کیا اور اس کے پیروکار اسے نبی ماننے لگے تو مسلمان سخت بے چین ہوئے اور انہوں نے اس تحریک سے کامل علیحدگی اختیار کرلی۔ اس پر قادیانیت کے بانی کا پارہ چڑھ گیا اور اس نے اپنے پیروکاروں کے علاوہ باقی سب مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا۔ اس سے بعض بھولے بھالے مسلمان سمجھتے رہے کہ شاید مسلمانوں کے دو گروہوں میں کوئی پھوٹ پڑگئی ہے۔ اقبال نے ایسے لوگوں کو سمجھایا:

"نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کردیا ہے۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔۔۔۔۔۔ کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو، تو اس کیلئے اس کے سوا چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدافعت کا۔۔۔۔۔۔۔۔ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تلعب الدین کرتے پائے اس کے دعاوی کو تحریر و تقریر کے ذریعہ سے جھٹلایا جائے۔ پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے" (۲)

ایران میں بہائی فرقے نے بھی الہام و وحی کے ساتھ اپنا سلسلہ جوڑا تھا، لیکن انہوں نے اپنی جماعت کو مسلمانوں سے الگ قرار دے دیا تھا اسی لئے اقبال کی نظر میں بہائی، قادیانیوں کی نسبت کم خطرناک ہیں۔ لیکن قادیانیوں کی سب وابستگیاں، مرزا غلام احمد کے ساتھ ہیں۔ جب اقبال نے محسوس کیا کہ مرزائی، تو خود جناب رسول کریم ﷺ کا ذکر ادب سے نہیں کرتے، تو ان کی روح تڑپ اٹھی اور انہوں نے مرزائیوں کی اصلیت پہچان لی:

"میں نے (مرزائی) تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا، درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے" (۳)

علامہ اقبال چاہتے تھے کہ چونکہ مرزائیوں نے مسلمانوں کی تفریق کی تحریک چلائی ہے لہذا حکومت ان کے خلاف قدم اٹھائے اور اس [illegible] مسلمانوں کو انتشار سے بچائے۔ یا کم از کم وہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کرلے۔ اقبال کے نزدیک اسلام ایک معاشرے کے اعتبار سے جناب رسول کریم ﷺ کا مرہون احسان ہے اور چونکہ قادیانیوں نے عقیدۂ ختم نبوت کو جھٹلایا ہے لہذا انہیں مسلم معاشرت سے الگ کردیا جائے:

"میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اسی غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو، تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں" (۴)

قادیانی خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے۔ بانیٔ تحریک احمدیہ اپنے پیروکاروں کو جس طرح کے احکامات دیتا تھا وہ مسلم معاشرت کے لئے سمِ قاتل تھے۔ علامہ کی تحریر میں مرزائی احکامات و انداز کی ایک جھلک دیکھئے:

"بانیٔ تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا علاوہ بریں ان کا بنیادی اصول سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں" (۵)

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال نے قادیانیوں کو مسلمانوں کے انتشار اور افتراق کا باعث سمجھا اور محسوس کیا کہ مسلمانوں کے سماجی و معاشرتی عوامل اس تحریک سے بری طرح متاثر ہوں گے۔ لہذا انہوں نے قادیانی کی مخالفت کی۔

معاشرتی حوالے سے یہ بات بھی اہم ہے کہ اقبال محض "گفتار کے غازی" ہی نہیں تھے۔ انہوں نے خود عامل ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے مثلاً بقول رئیس احمد جعفری:

"اقبال کے بڑے بھائی جو انہیں بے حد محبوب بھی تھے قادیانی مسلک کے پیرو [illegible] بایں ہمہ اقبال کو نہ صرف قادیانیت سے کوئی لگاؤ نہ تھا بلکہ وہ اس سے بیزار اور برہم تھے" (٦)

یہاں اس واقعہ کی طرف اشارہ بھی مناسب رہیگا کہ علامہ اقبال نے اپنے بچوں کے سرپرست "گارڈین" کے طور پر اپنے بھتیجے کو محض اس لئے منظور نہ کیا کہ وہ مرزائی تھے۔

اقبال نے سرراس مسعود کو ایک خط (۱۰ جون ۱۹۳۷ء) میں لکھا تھا:

"شیخ اعجاز احمد میرا بڑا بھتیجا ہے۔ نہایت صالح آدمی ہے مگر افسوس کہ دینی عقائد کی رو سے قادیانی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ آیا ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی مسلمان بچوں کا GUARDIAN ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ب۔ سیاسی پہلو:

اقبال سمجھتے تھے کہ قادیانیت، ہندوستان میں انگریزوں کا لگایا ہوا ایسا پودا ہے، جس سے وہ مخصوص سیاسی فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مولانا محمد عرشی امرتسری نے اقبال کے ساتھ ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آخر عمر میں اقبال نے کہا تھا:

"سلطان ٹیپو (شہید) کے جہاد حریت سے انگریز نے اندازہ کیا کہ مسئلہ جہاد اسکی حکومت کے لئے ایک مستقل خطرہ ہے جب تک شریعت اسلامیہ سے اس مسئلہ کو خارج نہ کیا جائے، انگریز کا مستقل محفوظ نہیں چنانچہ ایک جدید نبوت کی ضرورت محسوس ہوئی جس کا بنیادی مسئلہ یہی ہو، کہ اقوام اسلامیہ میں نسخ جہاد کی تبلیغ کی جائے۔۔۔۔۔۔ احمدیت۔۔۔۔۔ کا حقیقی سبب اس ضرورت کا احساس تھا" (۸)

قادیانی جہد کے کس طرح خلاف تھے، چند اقتباسات مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر کردہ کتاب "حرف محرمانہ" سے منقول ہیں۔

"میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے

ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائی توپچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں تمام اسلامی ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچادی ہیں۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہوجائیں۔۔۔۔۔۔۔ اور جہاد کے جوش دینے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہوجائیں"

(تریاق القلوب ص ۲۷-۲۸)

"جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد، کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح و مہدی مان لیناہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے (ہماری) یہ جماعت سرکار انگریز کی نمک پروردہ ہے"

(اربعین ص ۴ حاشیہ ۱۵)

"جہاد یعنی لڑائیوں کی شدت خدا تعالی آہستہ آہستہ کم کرتا گیا۔۔ مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کردیا گیا"

ان اقتباسات کے بعد علامہ کے یہ اشعار پڑھیئے:

میں نہ عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہ تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

دراصل انگریز یہ چاہتا تھا کہ اس کی حکومت ہمیشہ یہاں رہے۔ اس لئے مسلمانوں سے جذبۂ جہاد نکالنے اور انہیں مذہب کے نام پر طوق غلامی پہنانے کیلئے انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی سرپرستی کی اقبال کی نظریں اس سیاسی گٹھ جوڑ کو سمجھ گئیں لہذا انہوں نے قادیانیت کی مخالفت کی۔

جب اقبال نے قادیانیوں کی مختلف چالاکیوں کا پردہ فاش کرنے کے لئے مضامین لکھے تو پنڈت جواہر لال نہرو نے جواباً ایک مضمون لکھا جس میں مرزائیوں کی حمایت کی اور اقبال کو قادیانیت کی مخالفت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ علامہ اقبال نے بھی جواباً انگریزی میں مضمون لکھا جس کا ترجمہ میر حسن الدین نے "پنڈت جواہر لال نہرو کے سوالات کا جواب" کے عنوان سے کیا۔ اس میں اقبال نے بڑی وضاحت سے مرزائیوں کے سیاسی مقاصد کی نقاب کشائی کی ہے۔ علامہ نے لکھا کہ قادیانی اور ہندو دونوں مسلمانوں کی بیداری سے خائف ہیں۔ چونکہ انگریزوں کی شہ پر قادیانی ملت اسلامیہ میں انتشار پھیلارہے تھے، لہذا یہ فضا پنڈت نہرو کے لئے خوش آئند تھی۔ انہوں نے مضمون لکھ کر مرزائیوں کو جیب میں ڈالنے اور مسلمانوں میں مزید انتشار پیدا کرنے کے دو مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اقبال نے تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ ہر بڑی قوم نے فسادی گروہ کو کاٹ کر دور پھینک دیا۔ ایمسٹرڈم کے یہودیوں کی مثال سامنے تھی۔ اقبال نے قادیانیوں کے ظلی بروزی تصور اور مسیحیت کے دعووں کا پول کھولا۔ اقبال نے بتایا کہ قادیانیوں سے پہلے روس نے بابی مذہب کے پیروکاروں کو عشق آباد میں تبلیغی مرکز

قائم کرنے کی اجازت دی تھی۔ ادھر انگلستان نے بھی ووکنگ میں "احمدیوں" کو اپنا مرکز قائم کرنے کی اجازت دی ہے۔ اقبال کے نزدیک یہ سیاسی پذیرائی تھی اقبال نے اس امر پر زور دیا کہ خود قادیانیوں کے حق میں یہ بہتر ہے کہ وہ جماعت کا مسلمانوں سے الگ کوئی منفرد تشخص بنائیں۔

پہلے قادیانیوں کے تحفظ میں پنڈت نہرو کے سوالات شائع ہوتے تھے تو قادیانیوں نے ان کی خوب پذیرائی کی۔ ان کا لاہور زبردست استقبال کیا۔ مگر اقبال کے جواب کے بعد وہ قلم چھوڑ کر بیٹھ گئے تو اب قادیانیوں نے ان کو ذرا نہ پوچھا اور لاہور میں ان کا کوئی استقبال نہ کیا۔ اقبال نے دراصل پنڈت نہرو کو باور کرادیا تھا کہ سیاسی لحاظ سے "احمدیوں" کا وجود مسلم معاشرے کے لئے ہندوستان میں مضر تو ہے ہی، خود حکومت اور ہندوستان کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

"مجھے یقین ہے کہ احمدی "اسلام اور ہندوستان" دونوں کے غدار ہیں" (۱۰)

مسلمانوں کے لئے یوں کہ:

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطیں کا پرستار کرے

ہندوستان کے لئے یوں کہ قادیانیت انگریزوں کی جاسوس پارٹی کا کردار ادا کرکے تحریک آزادی کے لئے رکاوٹ بنے گی اور حکومت کے لئے یوں نقصان دہ کہ جو حضور ﷺ کا نہ بنا وہ کسی اور کا بھی بلاخر کیا بنے گا؟

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
شیخ او لرد فرنگی را مرید
گفت دیں را رونق از محکومی است
دولت اغیار را رحمت شمرد

آنکہ در قرآں بغیر از خود ندید
گرچہ گوید از مقام با یزید
زندگانی از خودی محرومی است
رقص ہا گرد کلیسا کرد و مُرد

اقبال نے جس تدبر سے پنڈت نہرو کو سمجھایا تھا، اس سے وہ واقعی حقیقت کو سمجھ گئے، چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود کا یہ بیان اس پر شاہد ہے:

"ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ: گر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے" (۱۴)

حوالہ جات

۱- حرف اقبال، مرتبہ لطیف احمد شروانی مضمون قادیانی اور جمہور مسلمان ص ۱۰۳ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
۲- ایضاً ص ۱۰۷ تا ۱۰۸
۳- ایضاً مضمون لائٹ کے جواب میں ۱۱۲
۴- ایضاً مضمون سٹیٹسمین کو ایک خط ۱۱۷
۵- ایضاً ص ۱۱۸
۶- اقبال اور سیاست ملی رئیس احمد جعفری ص ۱۶۵، اقبال اکادمی لاہور ۱۹۸۱ء
۷- تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ: رفیع الدین ہاشمی ص ۲۲۲ اقبال اکادمی لاہور ۱۹۸۲ء
۸- ملفوظات مرتبہ محمود نظامی ص ۱۴۱، تاجران کتب لوہاری دروازہ س-ن-
۹- کلیات اقبال اردو، ضرب کلیم ص ۵۱۸، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۳ء
۱۰- اقبال اور احمدیت، مرتبہ بشیر احمد ڈار، ص ۱۱۶، آئینہ ادب لاہور ۱۹۸۴ء
۱۱- حوالہ نمبر ۹، نظم، نفسیات غلامی حصہ ضرب کلیم ص ۱۵۸- لاہور ۱۹۷۳ء
۱۲- کلیات اقبال فارسی حصہ پس چہ باید کرد اے اقوام شرق ص ۳۲- شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۷۳ء
۱۳- حوالہ نمبر ۱۲ ص ۲۴
۱۴- اقبال اور قادیانیت، شورش کاشمیری ص ۲۵ مطبوعات چٹان لاہور ۱۹۷۴ء

امیر شریعت نمبر قارئین توجہ فرمائیں

قارئین کرام! ہم اپنی انتہائی کوشش کے باوجود نقیب ختم نبوت کا امیرِ شریعت نمبر حسب وعدہ اکتوبر میں شائع نہ کر سکے مضامین کی ترتیب، کتابت اور طباعتی مراحل کے لئے زیادہ وقت درکار تھا۔ تاہم اس عظیم الشان نمبر کی ترتیب و تزئین کا کام جاری ہے اور اب ہم یہ نمبر دسمبر ۱۹۹۲ء میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جن مستقل خریداروں نے خصوصی نمبر کے لئے 50/- روپے ارسال کئے ہیں۔ ادارہ اُن کا شکرگزار ہے۔ اور جن خریداروں نے ابھی تک 50/- روپے ارسال نہیں کئے وہ فوراً منی آرڈر کر دیں۔ جو احباب مستقل خریدار نہیں وہ مبلغ 85/- روپے ارسال کر دیں تو یہ نمبر انہیں رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کیا جائیگا

نوٹ کاغذ اور طباعت کے اخراجات کا بوجھ بڑھ جانے کی وجہ سے ادارہ مسلسل خسارہ برداشت کر رہا ہے مگر اب شدید گرانی کی وجہ سے ادارہ مزید خسارے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا پرچے کی قیمت میں اضافے کا حسب ذیل فیصلہ کیا گیا ہے جنوری ۱۹۹۲ سے فی پرچہ ۸/- روپے۔ سالانہ چندہ ۱۰۰/- روپے بیرون ملک سالانہ چندہ 1000/- روپے پاکستانی۔